بینا و نابینا

مَنْ كَانَ فِي هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى

رسیدی حضرت مولانا صوفی شاہ عبدالقادر صاحب مدظلہ!

نابینائی درحقیقت یار کے دیدار سے محرومی کا نام ہے اور غیر یار کو دیکھنا گویا نہیں دیکھنا ہے۔ سہ

کور چشمے کہ لذت گیر دیدار نشد ۔ بشکند دستے کہ خم در گردن یارے نشد

عالم دنیا عالم تعارف ہے یہاں تعارف نہ ہو تو پھر وہاں بھی ناآشنائی ہے جس طرح مجمع کثیر میں ہزاروں طرح کی آوازوں کا شور مچا ہوا ہوتا ہے باوجود اس کے جملہ آوازیں باہم ملکر ایک صدا بنجاتی ہیں اور قوی اشامہ انسان عطر مرکب سے ہر ایک ترکیب یافتہ عطر کو پہچان لیتا ہے اسی طرح عاشق صادق ان ہزاروں آوازوں سے اپنے محبوب کی آواز سن لیتا ہے بلکہ جملہ آوازیں اس کی سماعت میں ایک ہی صدائے محبوب بنجاتی ہیں اس لئے کہ غالب کا حکم ہمیشہ مغلوب پر ساری و طاری و جاری رہتا ہے اور ہر مغلوب غالب میں فنا ہو جاتا ہے۔ اس طرح محبوب کی ہر شئے درحقیقت محب کے پاس غالب ہی غالب ہے اور یہ غلبہ کامل توجہ کی برکت سے حاصل ہوتا ہے۔ اگرچہ وہ شئے متوجہ الیہ ضعیف سے ضعیف کیوں نہ ہو عاشق کی توجہ اس کو قوی سے قوی بنا دیتی ہے اور ہزاروں پردوں میں چھپی ہوئی چیز کو بھی باہر نکال لاتی ہے جس کسی کو اپنے مطلوب کی طرف انہماک کلی حاصل ہے اور اس کے حواس ظاہری و باطنی صرف اسی ایک امر کی تلاش میں ہمقدم ہیں تو بقول

بہر کارے کہ ہمت بستہ گردد ۔ اگر خارے بود گلدستہ گردد

پہاڑوں میں دبی ہوئی مطلوب شے کو طالب کی پلک کا ایک بال کھود دکھا دکر باہر

نکال لاتا ہے۔ اس بات کا ہمیں کامل یقین ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات مقدس جاتی نظروں میں بھی باوجود اس کے کہ وہ بے پردہ ہے تکریمی ہوئی ہے ۔ گریا صدوئی نظر اور جملہ کائنات کا پردہ دبیبار حق پڑا ہوا ہے مگر عاشق کی قوت ہمت جو اجتماع حواس سے پیدا ہوتی ہے ان انتہا پردوں سے انکو باہر ہی نکال لاتا ہے در اصل بات تو یہ ہے کہ معشوق حقیقی کے سوا کچھ موجود ہی نہیں اس لئے یہ جملہ پردے نظیر عشق میں پردے ہی نہیں ہیں اور اگر ہیں بھی تو انہیں پردوں میں سے اسی عالم کے اندر اپنے معشوق حقیقی کا جلوہ نمایاں کر لینا ہے بینائی ہے اور محروم رہنا نابینائی وہو المطلوب۔

ایک بات اور کہنے کی ہے کہ کہیں یہ کہکر یا سمجھکر آپ محروم القسمت نہ رہ جائیں کہ خدا کی طرف سے ہی ایسا ہو تو ہو ہم سے تو کچھ بھی نہیں ہو سکتا اس کا جواب یہ ہے کہ اول تو ہر معاملہ میں یہی اصول خود آپ بھی نہیں برتتے ہیں پھر نہیں پرکیوں اس شرط کا سختی کے ساتھ استعمال کیا جائے اللہ تعالیٰ نے تو اس قوت کو پہلے سے ہی آپ کے اندر ودیعت فرما دیا ہے اسی لئے ارشاد ہے فاذکرونی اذکرکم ۔ انصراللہ ینصرکم معلوم ہوا کہ حرکت کے بعد ہی خدا حرکت فرماتا ہے ۔ عذاب ثواب کا معاملہ بھی تو اسی انصاف کے موجب ہے ۔ ورنہ ظلم کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے وحی کا نزول اور انبیا و رسل کی بعثت بیکار ہوئی جاتی ہے

اللہ تعالیٰ سے دعا کرو اور توفیق طلب ہو کہ وہ ہمیں اپنی محبت سے مالامال فرمائے اور جو کچھ وہاں دینا ہے یہیں سے اس کا سلسلہ پھیلا دے۔ آمین ثم آمین۔

اس وجہ سے آفتاب کو آپکے اندر اترنے کے لئے پوری جگہ نہیں ملی اسی طرح اس عالم تعارف میں آپکے حواس نے حنفیت نہیں ختیار کی اور آپ نے اِنِّی وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِی فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ کا سبق حاصل نہیں کیا۔ اور حال یہ ہے کہ حواس ظاہری و باطنی میں سے کسی ایک حس کا بھی غیر معشوق کی طرف متوجہ رہنا۔ شرک فی العشق ہے۔ اور معشوق شرکت پسند بھی نہیں پھر تا ہے

آپ کہاں ہیں اور کیا ہیں۔

آپ کو تو آپ کا خدا ابراہیم الملت ہونے کی تاکید فرماتا ہے لہٰذا آپ حضرت خلیلؑ کی طرح جب تک جملہ حواس کی یک روئی حاصل نہ فرمالیں گے معشوق کے دیدار سے محروم ہی رہیں گے اور آپ کا نام اعمٰی کے ہی دفتر میں لکھا رہے گا۔ اور اضل سبیلا کے خطاب سے ہی یاد کئے جاتے رہیں گے۔

بہرحال جبتک آپ کے حواس ظاہری و باطنی کا قبلہ توجہ آپ کا معشوق حقیقی نہ ہوگا آپ اس کے دیدار سے محروم رہیں گے اور اس کے مشاہدے سے بے نصیب اور اگر آپ کو یہ دولت دیدار نصیب ہے اور آپ کا ہر حس متوجہ الی المعشوق ہے اور ہر حس اس مقصد کی تحصیل میں متفق ہوگیا ہے تو پھر عالم کا کوئی پردہ آپ کے معشوق کے شہود سے آپ کو محروم نہیں رکھ سکتا جب جس طرف نظر اٹھائی فثم وجہ اللہ کا جلوہ نظر آیا اس میں کسی کی تخصیص نہیں خواہ بی بی ہو یا بیٹا بیٹی۔ دولت و ثروت ہو یا بادشاہی و گدائی وغیرہ ہر جگہ آپ کو آپ کا محبوب و مطلوب حقیقی ہی نظر آئے گا۔ کیونکہ ہم پہلے ہی کہہ چکے ہیں کہ نظر عشق ہر پردہ سے اپنے معشوق کو باہر نکال لاتی ہے۔

یہ اس لئے کہ عاشقی کا سفر ختم ہو چکا اور جب سیر عاشقی ختم ہو جاتی ہے تو پھر معشوق کے دربار کے سوا اور کچھ نہیں۔ خدمت، عاشق کا کام ہے معشوق مخدوم ہے اس لئے آخرت جو محل معشوقی ہے وہاں خدمت کا اشتراک نہ ہوگا۔ کیونکہ محل معشوقیت میں معشوق کے سوا غیر کا گذر کہاں۔

مَن کَانَ فِی ھٰذِہٖ اَعمٰی سے وہ ناقص ہستی مراد ہے جس نے اس محل عاشقی میں معشوق کی طرف قدم ہی نہ اٹھایا ہو۔ جب تک راستہ طے نہ ہو منزل تک پہنچ نہیں سکتے اور حاجی بن نہیں سکتے اس طرح جب تک عاشقی کی منزل طے نہ ہو معشوق کا درجہ حاصل ہو نہیں سکتا۔ اور جب تک معشوق نہیں بن لیا جائے محل معشوقیت میں گذر ہونا محال ہے اور یہی ہے فھو فی الآخرۃ اعمٰی

افسوس صد افسوس کہ محلِ معشوقی میں ہوا شہودِ حق سے محرومی ہے۔ اسی کا نام تو اصل بلا ہے۔ یاد رکھنے کی بات ہے کہ اس نابینائی کے پردہ عشق و محبت کی سلائی ہی کاٹ سکتی ہے اور عشق کی شان سے یہ بات ہے کہ عاشق کو غیر معشوق کی دید سے اندھا اور غیر معشوق کے آواز کی شنید سے بہرا بنا دے اس لئے امام المعشوقین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے حبک الشی یعمی و یصم۔

اگر آفتاب پر آپ نظر ڈالیں تو اس کا عکس آپ کی آنکھ کے آئینہ میں منطبع ہو جائیگا پھر آپ جس طرف نگاہ اٹھائیں گے آفتاب ہی آفتاب نظر آئے گا۔ اور اگر اس کے برعکس ہو تو سمجھ لیجیے کہ آپ نے آفتاب کا عکس ہمت کی قوت سے نہیں حاصل کیا۔ اور اوپر ہم بیان کر چکے ہیں کہ اجتماع حواس خمسہ ظاہری و باطنی کا نام ہمت ہے یعنی آفتاب کی رویت کے وقت آپ کے حواس مجتمع نہ تھے ان سب کی توجہ ایک طرف نہ تھی جو ذات حق کو نکال لیتی ہے یہ ظاہر ہے کہ غیر ایسی صورت میں لن ترانی کا عذر بھی مرفوع ہو جاتا ہے پس آیہ کریمہ مَن کَانَ فِی ھٰذِہٖ اَعمٰی فَھُوَ فِی الاٰخِرَۃِ اَعمٰی کا یہی مفہوم ہے کہ جس کسی نے اس عالم میں عوام کے پردے سے اپنے محبوب حقیقی کو باہر نہ نکالا اور اس کا شہود نہ حاصل کیا تو عالم آخرت میں بھی کسی طرح کسی ایک پردہ کو وجہ مبارک حق سے نہ اٹھا سکے گا۔ اس لئے کہ پردہ اٹھانے کا مقام تو یہی عالم ہے اور ہستی موہوم کے کارناموں کا بھی یہی محل ہے اور عالم آخرت میں جو پردے اٹھیں گے وہ منجانب حق ہوں گے نہ کہ بندوں کی طرف سے بفحوائے آیہ کریمہ یَومَ تُبلَی السَّرَائِرُ

الغرض کہنا یہ ہے کہ جب بندہ کارگذار ہی نہیں تو نتیجہ کیا ہوگا اور معاوضہ واجرت کیا ملے گی۔ اجیر کی اجرت تو ادائے کار کے بعد ہوتی ہے اس نے تو پردہ بھی اٹھانے کے لئے ہاتھ کو جنبش تک نہیں دی۔ اِن تَنصُرُوا اللّٰہَ یَنصُرکُم کی شرط کو پورا ہی نہیں کیا۔

فاعل کو ہر فعل کی جزا یا سزا کا حق ہوتا ہے۔ عالم آخرت میں بندہ فاعل ہی نہ ہوگا۔ اس سے ہر قسم کی تکلیف مرتفع ہو جائے گی۔ اور جو کچھ ہوگا فاعل حقیقی کی طرف سے ہو گا

اگرچہ دنیا کے ہر کام میں بھی اسی ذات کا دست قدرت کارفرما ہوتا ہے لیکن بندے کی قوت حادث کا پردہ پڑا ہوتا ہے۔ تو جب بندے نے اس عالم دنیا کی موہوم ہستی کے پردے میں اس کی قوت کے ظہور کا موقع ہی نہیں دیا یعنی استعداد ہی نہیں پیدا کی تو پھر عالم آخرت میں محل تجلی ظہور حق نہ رہا تو ظاہر ہے کہ بندہ بیکار ہو گیا۔ اور وہاں جو کچھ کام ہے ہستی حقیقی کا ہی فعل ہے۔ حیات اس کی علم اس کا۔ قدرت اس کی ارادہ اس کا الغرض وہاں تو ہستی موہوم اور اس کے آثار کا نام و نشان بھی باقی نہ ہوگا۔ یہی سبب ہے کہ اس عالم (جنت) میں جنتی کے ارادے کے ساتھ ہی مراد کا ظہور ہو جائے گا جیسے کن سے فیکون۔

عالم آخرت میں بندہ ہوگا نہ بندے کی موہوم ہستی۔ ہستی حق کے سوا دوسرا کچھ بھی نہ ہوگا۔ اگرچہ دکھاوے کے واسطے ایک صورت ہوگی اور بس محب محبوب ہوگا۔ اور عاشق معشوق۔

قرآنی تحریک

از عبدالواحد عثمانی صاحب بدایونی (عالم ادب)

نواب نذیر جنگ کی سعید روح قرآنی تحریک کے عموم شرف، وسعت فیض وہمہ گیر وابستگی "بحبل اللہ الممدود" سے آجکل مسلسل سبق و درس دے رہی ہے اور صحائف میں متعدد مضامین نکل چکے ہیں جن میں ان کے درد دل، اخلاص اور درک صحیح کا عنصر شامل و شاہد ہے کس کو انکار ہو سکتا ہے قرآن کی تعلیم لازمی۔ ضروری یقینی مگر کون ہے جو اس اقرار پر عمل مداومت۔ پابندی عزم راسخ 'عزیمت کاملہ' دعوت تامہ کو گواہ دے گا اور اس طرح اس تحریک کی جلالت و شرف کا وہ اقرار دے گا جو ایک سچے مسلمان کا اقرار ہوتا ہے اکمل لحاظ سے تو یہ مسلمانوں کی بدقسمتی ہے کہ انکو حصول سعادت